تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

ایمان کے دو حصّے، ایک صبر اور دوسرا شکر

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر22)

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

(کلام محمود)

معزز سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جولائی 2026ء میں ایمان کے دو حصّے بیان فرمائے۔ آج مَیں اپنی تقریر میں صبر اور شکر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اِس خطبہ کا خلاصہ پیش کرنے جارہا ہوں۔

حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس سے پہلے اس کے فائدے کے لیے بے شمار نعمتیں پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور بندوں سے یہ سلوک یقیناً اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بندہ اس کا شکر گزار بنے۔ ہر نبی نے اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنو اور سب سے بڑھ کر اس شکر گزاری کا نمونہ ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ اپنے ہر عمل سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا اظہار فرمایا۔ آپؐ کی گریہ وزاری، آہ وبکا اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی سے گڑگڑاتے دیکھ کر جب آپؐ سے سوال کیا گیا کہ آپؐ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی کامیابیوں کے وعدے کیے ہیں اور آپؐ کو کامیابیاں عطا بھی فرما رہا ہے تو پھر اس قدر آہ وبکا کس لیے؟ تو آپؐ نے فرمایا ان انعامات پر مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ عاجزی سے اس کے حضور جھکتے ہوئے اس کا شکریہ ادا نہ کروں؟ (صحیح البخاری کتاب تفسیر)

ہر موقع پر جہاں آپؐ نے اپنی شکر گزاری کے عملی نمونے دکھائے وہاں آپؐ نے اپنی اُمّت کو بھی شکر گزاری کی تلقین فرمائی۔ اس کے اسلوب سکھائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے دعائیں سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ آدھا صبر میں اور آدھا شکر میں ہے۔ (الجامع لشُعب الایمان جلد 12 صفحہ 192-193 حدیث: 9264)

اصل میں تو صبر بھی شکر گزاری کا پہلو ہی اجاگر کرتا ہے۔ اس لیے اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں مکمل ایمان اس شکر گزاری سے ہی ہوتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا معاملہ سراسر خیر ہے اور یہ مؤمن کے علاوہ کسی کے لیے نہیں۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔ (صحیح مسلم)

خیر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ۔ (البقرہ: 154) اللہ تعالیٰ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ: 156) اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔ پس جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو اور اس کو خوشخبری دے رہا ہو اس کے لیے اس سے بڑی خیر اَور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ حقیقی صبر بھی اُسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا شکر گزار بندہ بنے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کرتا۔(ترمذی)

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری تو ہے ہی، بندوں کی شکر گزاری کا بھی آپؐ نے خاص طور پر ارشاد فرمایا اور اگر شکر گزاری کے یہ جذبات اور خیالات ہوں تو معاشرہ ایک خوبصورت منظر پیش کرے گا اور یہی وہ حقیقی اسلامی معاشرہ ہے جو آپؐ پیدا کرنا چاہتے تھے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تھوڑے پر شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر گزار نہیں ہوتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اللہ کی نعمت کا ذکر کرنا بھی ایک قسم کا شکر ہے اور اس کا ذکر نہ کرنا ناشکری ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ جماعت رحمت ہے اور تفرقہ عذاب ہے۔(مسند الامام احمد بن حنبل) جماعت میں رہو، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنو اور اکائی بن کے رہو تو پھر ہی تمہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے حصہ بھی ملے گا اور اگر تفرقہ ڈالو گے، تمہارے دل پھٹے ہوئے ہوں گے تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی سے ملتے تو اس سے پوچھتے کہ تم کیسے ہو؟ تو وہ کہتا ہے کہ بہت اچھا ہوں اور مَیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں تو حضورؐ فرماتے: اللہ تعالیٰ تجھے اچھا ہی رکھے۔(مسند الامام احمد بن حنبل)

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے کوئی نیکی کی گئی اور اس نے اس کے کرنے والے سے کہا جَزَاكَ اللّٰہُ۔ جَزَاكَ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا دے تو اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا۔(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الثناء بالمعروف حدیث 2035)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہتا ہے تو ان کی عمریں بڑھا دیتا ہے اور انہیں شکر الہام کرتا ہے۔ یعنی شکر بجالانے کی توفیق دیتا ہے۔(کنز العمال کتاب الاخلاق جلد 2 جزء 3 صفحہ 104)

پس قومی ترقی کے لیے بھی شکر گزاری ضروری ہے۔ جماعتی ترقی کے لیے بھی شکر گزاری ضروری ہے۔ انفرادی ترقی کے لیے بھی شکر گزاری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری، آپس میں ایک دوسرے کی شکر گزاری اور ہر اس شخص کی شکر گزاری جس سے کسی قسم کا فائدہ پہنچے یہ انتہائی ضروری ہے اور یہی قومی یکجہتی کا باعث بنتی ہے۔

سامعین! پھر شکر گزاری کی دعا سکھاتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں۔ جس شخص نے جب صبح کی اور اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! جس نعمت نے بھی میرے ساتھ صبح کی ہے وہ تیری طرف سے ہے۔ تُو ایک ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیرے لیے حمد ہے اور تیرے لیے شکر ہے تو اس نے اپنے دن کا شکر ادا کر دیا اور جب وہ شام کرتا ہے اور اس نے ایسا ہی کہا تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔(سنن ابو داؤد کتاب الادب)

اسی طرح ایک روایت ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! بخدا! مَیں یقیناً تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے معاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ہرگز نہ چھوڑنا کہ تم کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ کہ اے اللہ! میری مدد فرما اپنے ذکر کے لیے اور اپنے شکر کے لیے اور اپنی عبادت کی خوبصورتی کے لیے۔(سنن ابو داؤد کتاب الوتر)

پھر ایک روایت میں ہے۔ ابوعلاء بن شِخّیر نے بنو حنظلہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں حضرت شداد بن اوسؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ انہوں نے کہا: کیا مَیں تمہیں وہ نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ تم کہو کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے ہر کام میں ثبات طلب کرتا ہوں اور تجھ سے ہدایت کی پختگی مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمت کا شکر مانگتا ہوں اور تیری عبادت کا حُسن اور تجھ سے سچ بولنے والی زبان مانگتا ہوں اور قلبِ سلیم میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جو تُو جانتا ہے اور اس خیر سے طلب کرتا ہوں جو تُو جانتا ہے اور تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس سے جسے تُو جانتا ہے اس سے بھی بخشش طلب کرتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی اور دنیا کے ہر شخص سے بھی۔ ہر وہ چیز جو بخشش کر سکتی ہے جو انسان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ تو تُو بیشک غیب کی باتوں کا علم رکھنے والا ہے۔(جامع الترمذی ابواب الدعوات)

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کون فائدہ مند ہے کون نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! تُو بھی مجھ پر ہر چیز فضل کر اور ہر اس چیز میں جو تیری پیدا کی ہوئی ہے اور جو میرے فائدے کے لیے ہے اس میں بھی میرے لیے خیر رکھ دے۔ پھر ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا یہ سکھائی۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا سب سے بہتر ہے جو مَیں نماز میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَكَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ وَلَكَ الْمُلْكُ کُلُّہٗ وَلَكَ الْخَلْقُ کُلُّہٗ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ نَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ۔ کہ اے اللہ! تمام تعریفیں

تیرے لیے ہیں اور سارا شکر تیرے لیے ہے اور ساری بادشاہی تیرے لیے ہے اور ساری مخلوق تیری ہے اور ہر معاملہ تیری طرف لوٹتا ہے۔ ہم تجھ سے ہر قسم کی بھلائی مانگتے ہیں اور ہر طرح کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (جمع الجوامع جلد 15 صفحہ 571–572 حدیث: 15222)

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی دعا کا ذکر ایک روایت میں یوں ملتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں کہا کرتے تھے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے ربّ! میری مدد کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر اور میری نصرت فرما اور میرے خلاف کسی کی نصرت نہ فرما اور میرے لیے تدبیر کر اور میرے خلاف تدبیر نہ کر اور مجھے ہدایت دے اور میری ہدایت میرے لیے آسان کر دے اور میری مدد کر اس کے خلاف جس نے میرے یا مجھ پر زیادتی کی۔ اے اللہ! مجھے اپنا شکر گزار بنا۔ اپنا ذکر کرنے والا بنا۔ تجھ سے ڈرنے والا، تیرا فرمانبردار، تیری بہت اطاعت کرنے والا، تیری طرف بہت زیادہ جھکنے والا بنا دے۔ اے میرے ربّ! میری توبہ قبول کر اور میری خطا دھو دے اور میری دعا قبول فرما اور میری حجت کو مضبوط کر اور میرے دل کو ہدایت دے اور میری زبان کو سیدھا کر اور میرے دل سے کینہ دُور کر دے۔ (سنن ابو داؤد کتاب الوتر باب: مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ؟ حدیث 1510)

آپؐ کا سینہ دل ہر چیز سے صاف اور پاک تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بالکل کلیۃً جھکے ہوئے تھا۔

یہ دعا آپؐ اپنے لیے تو کرتے تھے لیکن اصل میں یہ دعا آپؐ نے ہمیں سکھائی کہ میرے ماننے والوں کو اس طرح اپنے دل کو صاف رکھنے کے لیے دعا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا فضل مانگنا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ ایک دعا ہے جسے مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے۔ مَیں اسے نہیں چھوڑتا اور وہ دعا یہ ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ مَیں تیرا بہت زیادہ شکر کروں اور کثرت سے تیرا ذکر کروں اور تیری نصیحت کی پیروی کروں اور تیرے تاکیدی حکموں کو یاد رکھوں۔ (جامع الترمذی ابواب الدعوات)

سامعین! یہ دعا انسان روز کرے تو پھر غلط قسم کے خیالات بھی پیدا نہیں ہوں گے۔ غلط قسم کے کام بھی انسان نہیں کرے گا۔ وہی کچھ کرے گا جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی آزمائش میں مبتلا انسان کو دیکھے اور یہ دعا کرے تو اس نے اس نعمت کا شکر ادا کر دیا اور دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس آزمائش سے محفوظ رکھا جس کے ذریعے اس نے تجھے آزمایا اور مجھے تجھ پر اور اپنی ساری مخلوق پر فضیلت دی۔ (کتاب الشکر ابن أبی الدنیا صفحہ 55)

کسی کو دیکھ کر تکلیف میں یہ بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان تکلیفوں سے محفوظ رکھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ دیکھتے جو آپؐ کو اچھا لگتا تو کہتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس کے فضل سے تمام نیکیاں مکمل ہوتی ہیں اور جب آپؐ وہ دیکھتے جو آپؐ ناپسند فرماتے تو کہتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ ہر حال میں تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب فضل الحامدین حدیث 3803)

حضرت انسؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمیں بارش نے آلیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے اپنا کپڑا اٹھا دیا یہاں تک کہ آپؐ پر کچھ بارش پڑی۔ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ! آپؐ نے ایسا کس لیے کیا؟ آپؐ نے فرمایا: کیونکہ یہ بلند و بالا ربّ کی طرف سے تازہ بتازہ آئی ہے۔ اس کی شکر گزاری کے طور پر مَیں نے ان قطروں کو لیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ بادل سے برسنے والے پہلے قطرے کے لیے اپنا سر ننگا کر دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہمارے ربّ عزوجل سے یہ تازہ نعمت آئی ہے اور سب سے زیادہ برکت والی ہے۔ (کنز العمال جلد 1 جزء 2 صفحہ 267، کتاب الاذکار / قسم الافعال، اوقات الاجابۃ، حدیث 4936)

کوئی موقع ایسا نہیں تھا جہاں آپؐ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری نہ کرتے ہوں حتّٰی کہ بظاہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی آپؐ کی شکر گزاری ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مضرّ چیز مجھ سے دُور کر دی اور مجھے تندرستی عطا کی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ)

حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز بارش کے بعد پڑھائی جو رات کو ہوئی تھی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ربّ عزّوجلّ نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے آج صبح بعض مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور بعض میرا انکار کرنے والے۔ جس نے تو یہ کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ میرا مؤمن ہے اور ستاروں کا کافر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر بارش فلاں فلاں ستارے کے نکلنے کی وجہ سے ہوئی ہے وہ میرا کافر اور ستاروں کا مؤمن ہے۔ یعنی جو ابھی تک اسی طرح مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو وہ ستاروں کو پوجنے والا ہے۔ پس شکر گزاری کا اصل معیار یہ ہے کہ ہر بات پر صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی حمد ہو اور اس کی شکر گزاری کی جائے۔ کیونکہ اس وقت بعض لوگوں کی ابھی پوری طرح تربیت نہیں ہوئی تھی۔ پُرانی روایات کا بھی اثر تھا۔ ان کے پُرانے روایتی مذہب کا بھی اثر تھا تو وہ کہہ دیا کرتے تھے، ستاروں وغیرہ کے نام لے لیتے تھے تو آپؐ نے ان کو شکر گزاری کی حقیقت بتا کر پھر اس طرح تربیت فرمائی۔

ایک روایت ہے۔ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور میری صورت اچھی بنائی اور میرے اخلاق بھی اور مجھ میں ان چیزوں کو خوبصورت بنا دیا جو دوسروں میں عیب دار معلوم ہوتی ہیں۔ (کتاب الشکر ابن أبی الدنیا صفحہ 54)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز کھاتے یا پیتے تو اس کے بعد خدا کا شکر یوں ادا کرتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ (جامع الترمذی ابواب الدعوات)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپؐ کھانے سے فارغ ہوتے تو آپؐ فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَخْفِیٍّ وَلَا مَکْفُوْرٍ۔ کہ سب شکر اللہ ہی کا ہے جس نے ہمیں کافی دیا اور پیٹ بھر کر کھلایا پلایا ایسا شکر نہیں کہ یہیں پر بس ہو اور نہ ایسا شکر ہے کہ جس کی پھر ناشکری کی۔

سامعین! شکر گزاری کی تلقین فرماتے ہوئے آپؐ نے ایک روایت میں یوں بیان فرمایا کہ جس نے کھانا کھایا پھر یہ دعا کی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور اور بغیر میری کسی طاقت اور قوّت کے مجھے یہ دیا تو اس سے پہلے کیے گئے اور بعد میں ہونے والے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ جس نے لباس پہنا اور یہ دعا کی کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور بغیر میری کسی طاقت اور قوّت کے یہ لباس مجھے دیا تو اس کے پہلے کیے گئے اور بعد میں ہونے والے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (سنن ابو داؤد کتاب اللباس باب ما یقول اذا لبس... حدیث 4023)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لیتے تو آپؐ یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھلوں میں برکت ڈال اور ہمارے لیے ہمارے شہر میں برکت ڈال اور ہمارے لیے ہمارے صاع (یعنی یہ پیمانہ ہے تول کا اس) میں برکت ڈال اور ہمارے لیے ہمارے مُدّ (یہ دوسرا پیمانہ ہے تولنے کا) اس میں برکت ڈال۔ اے اللہ! یقیناً ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا نبی تھا اور مَیں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اور اس نے تجھ سے مکّے کے لیے دعا کی تھی اور مَیں تجھ سے مدینے کے لیے دعا کرتا ہوں اسی کی طرح جو اس نے مکہ کے لیے دعا کی تھی اور اس جیسی اَور بھی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے وہ پھل دے دیتے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو آپؐ اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا۔ کہ اے اللہ! تیرے نام سے ہی میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔ جب آپؐ جاگتے تو دعا کرتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ کہ سب حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ ہمیں مارا تھا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

ایک دوسری روایت میں بیداری کی دعا اس طرح بیان ہوئی ہے۔ جب آپؐ رات سے جاگتے تو فرماتے کہ سب حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے زندہ کیا بعد اس کے کہ مجھے مارا تھا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ (مسند الامام احمد بن حنبل مسند حذیفہ بن الیمان جلد 7 صفحہ 705 حدیث: 23675)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کے آثار اس کے بندوں پر دکھائی دیں۔(جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان اللہ تعالیٰ یحب ان یری... حدیث 2819) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتیں انسان پر نظر آنی چاہئیں۔ انسان پر ظاہری بھی ہونی چاہئیں۔ اسی طرح ایک روایت میں بیان ہوا۔ ابو الاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ردّی کپڑوں میں حاضر ہوا۔ یعنی اچھے کپڑے نہیں تھے خراب سے کپڑے تھے تو آپؐ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپؐ نے پوچھا کس قسم کا مال ہے؟ امیر آدمی ہو، کس قسم کا مال ہے تمہارے پاس۔ تم کہتے ہو مال ہے میرے پاس۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ بھی دیے ہوئے ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی میرے پاس ہیں، غلام بھی مجھے عطا کر رکھے ہیں۔ بہت مال ہے میرے پاس۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا کیا ہے تو اس کی نعمت اور اس کا اکرام تم پر نظر آئے۔(سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الخلقان و فی غسل الثوب حدیث 4063)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال پراگندہ تھے۔ یعنی بکھرے ہوئے بال تھے۔ صحیح سنوارے ہوئے نہیں تھے۔ کنگھی نہیں کی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ کوئی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے بالوں کو درست کرے؟ ساتھیوں کو کہا کہ یہ کیوں اپنے بالوں کو دھوتا اور سنوارتا اور کنگھی نہیں کرتا۔ آپؐ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا اور وہ مَیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا آپؐ نے فرمایا: کیا اسے پانی میسّر نہیں جس سے اپنے کپڑے دھولے؟(سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الخلقان و فی غسل الثوب حدیث 4062)

پانی تو ملتا ہے گندے کپڑے پہننے کی بجائے کپڑے دھو۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ صفائی ستھرائی بھی جہاں نظافت کے پہلو کو ظاہر کرتی ہے وہاں شکر گزاری کا بھی اس میں پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا چاہیے۔ ایسا حلیہ نہیں بنانا چاہیے کہ لوگ کہیں کہ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبّر ہے۔ ایک آدمی نے کہا: انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی خوبصورت ہے اور اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ لیکن تکبّر تو یہ چیز ہے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی نیا کپڑا لیتے تو اس کپڑے کا قمیص ہو یا عمامہ نام لیتے اور دعا کرتے کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے لیے ہے۔ تُو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ مَیں تجھ سے ہی اس کی خیر مانگتا ہوں اور وہ خیر بھی جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور مَیں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔(سنن ابوداؤد کتاب اللباس)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی نعمت دے اور وہ جان لے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کے لیے اس نعمت کا شکر لکھ دیا جاتا ہے اور اللہ کسی گناہ پر بندے کی ندامت جان لے تو اسے بخش دیا جاتا ہے قبل اس کے کہ وہ اس سے مغفرت طلب کرے اور ایک شخص دینار سے کپڑا خریدتا ہے اور اسے پہنتا ہے اور اللہ کی حمد کرتا ہے تو وہ کپڑا اس کے گھٹنوں تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ اس کو بخش دیا جاتا ہے۔(کتاب الشکر ابن أبی الدنیا صفحہ 20)

سامعین! سالم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ سے لوٹتے تو جب آپؐ کسی گھاٹی یا اونچے میدان میں پہنچتے تو آپؐ تین بار اللہ اکبر کہتے اور اس کے بعد فرماتے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اٰیِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

لا الٰہ الا اللہ یعنی ایک اللہ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ساری بادشاہت اسی کی ہے اور اسی کے لیے تمام کی تمام خوبیاں ہیں اور وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ ہم اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے سفر سے لَوٹ رہے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہم آئندہ غلطیاں نہیں کریں گے۔ ہم اپنے ربّ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اپنے ربّ ہی کے سامنے سر جھکانے والے ہیں۔ اپنے ربّ ہی کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی یاوری فرمائی اور تمام جتھوں کو تنہا شکست دے کر بھگا دیا۔

جنگِ بدر کے دن کفار کے مقتولین کو میدانِ بدر کے گڑھوں اور کنوؤں میں ڈال دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ابوجہل کو ذلیل وخوار کر دیا اور اسے ہلاک کیا اور ہمیں اس سے نجات عطا فرمائی۔ جب سب مقتولین کنویں میں ڈال دیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گرد چکر لگا رہے تھے جبکہ مقتولین اس گڑھے میں تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ایک ایک شخص کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ (کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 111-112)

آپؐ کے جانی دشمن کے کیفرِ کردار پر پہنچنے پر آپؐ کا ردّعمل یہ نہیں تھا کہ کسی قسم کی ظاہری خوشی ہو اس کا اظہار نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے اور اس کا شکر ادا کیا۔ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مَیں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا؟ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ ہاں! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مَیں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور مجھ سے تصدیق لی۔ پھر فرمایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی تمام مخالف جماعتوں کو شکست دی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: چلو! میرے ساتھ مجھے اس کی لاش دکھاؤ۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ اس اُمّت کا فرعون ہے۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس روز ابوجہل کے سر کی بشارت دی گئی آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

فتح مکہ کے تعلق میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ اس کی ثناء کی اور فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔ (سنن النسائی کتاب القسامہ)

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ہم سے کسی نے بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے حضرت ام ہانیؓ کے۔ چاشت کی نماز کے بارے میں جو بھی روایتیں ملتی ہیں ان میں کہتے ہیں کہ ہمیں تو اَور کوئی روایت نہیں ملی سوائے اس کے کہ حضرت ام ہانیؓ کی ایک روایت ملتی ہے کہ آپؐ نے چاشت کی نماز پڑھی اور وہ روایت اس طرح ہے کہ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں تشریف لائے اور آپؐ نے غسل کیا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ تو کہتی ہیں کہ مَیں نے اس سے زیادہ ہلکی نماز کبھی نہیں دیکھی۔ بہت ہلکی نماز تھی لیکن آٹھ رکعت آپؐ نے پڑھی مگر آپؐ پوری طرح رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

سامعین! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپؐ کی زیارت کے لیے آئے۔ عاجزی اور جذبات شکر کی وجہ سے آپؐ کا سر کجاوے کو چُھو رہا تھا۔ آپؐ لوگوں کے درمیان تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ کہ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 226)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یہ علوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علوّ استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح پر ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپؐ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپؐ نے سجدہ کیا۔“ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 حاشیہ صفحہ 260، ایڈیشن 2022ء)

آپؐ کی ایک دعا کا ذکر صحیح مسلم کی ایک روایت میں ملتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کی سعی یعنی طواف کیا، چکر لگایا، اس کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے صفا سے ابتدا کی اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس کی بڑائی کا ذکر کیا اور فرمایا: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ اسی کی سب تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو اکیلے پسپا کر دیا اور پھر اس کے درمیان آپؐ نے دعا کی۔ دعا کی حالت میں تین مرتبہ اسی طرح آپؐ نے کیا۔ (صحیح مسلم مترجم جلد 6 صفحہ 118، کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ حدیث 2123، نور فاؤنڈیشن)

حضرت علیؓ کے یمن سے ہمدان قبیلہ کی اطلاع دینے کے بارے میں ایک روایت آتی ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں جب 10/ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور سارے قبیلہ ہمدان نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت علیؓ نے ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط کے ذریعے دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے اور فرمایا: ہمدان پر سلام ہو۔ ہمدان پر سلام ہو۔ دومرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔(شرح الزرقانی جلد4 صفحہ 140)

سامعین! حضور فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجداتِ شکر کے بارے میں مزید تفصیلات اس طرح ملتی ہیں۔ حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی ایسی بات آتی جو آپؐ کو خوش کرتی یا جو آپؐ کے لیے خوشی کا باعث ہوتی تو آپؐ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے (سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة)۔ اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مقصد کے بارے میں بشارت دی گئی تو آپؐ شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔(سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے پر مؤمنوں کو جو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی اور اس پر آپؐ نے جس شکر گزاری کا اظہار فرمایا۔

اس کا ذکر ایک روایت میں یوں ملتا ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اپنی صدقہ کی جگہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر اندر تشریف لے گئے۔ قبلہ رخ ہو کر سجدے میں گر گئے اور سجدہ بہت طویل کر دیا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسی حالت میں آپؐ کی روح قبض کر لی ہے کہ مَیں آپؐ کے قریب ہو کر بیٹھا تو آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا: یہ کون ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ عبد الرحمٰن۔ فرمایا: کیا بات ہے؟ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ عزّوجلّ نے اسی حالت میں آپؐ کی روح قبض نہ کر لی ہو۔ یعنی وفات، وصال نہ ہو گیا ہو تو آپؐ نے فرمایا: جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے یہ کہہ کر خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص آپؐ پر دُرود بھیجے گا مَیں اس پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔ اور جو آپؐ پر سلام بھیجے گا مَیں اس پر سلام بھیجوں گا۔ اس پر مَیں نے اللہ تعالیٰ عزّوجلّ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا تھا۔(مسند الامام احمد بن حنبل مسند عبدالرحمٰن بن عوف جلد1 صفحہ 512-513)

حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب خوشخبری لانے والا آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے دشمن پر فتح کی خوشخبری دے رہا تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور سجدے میں گر پڑے۔(سبل الھدیٰ والرشاد جلد8 صفحہ 205)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر لکھ دیتا ہے اور جس میں وہ دونوں نہ ہوں اللہ اسے نہ صابر لکھتا ہے اور نہ شاکر۔ پہلی یہ کہ جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اس کی طرف دیکھے جو اس سے بلند ہو اور اس کی پیروی کرے اور دوسری یہ کہ دین کے معاملے میں اس طرف دیکھے جو اس سے بلند ہے اور پھر یہ دیکھے کہ مَیں اس کی پیروی کروں اس کے برابر پہنچوں تو وہ صابر اور شاکر ہو گا اور دوسری شرط یہ کہ جو اپنی دنیا کے معاملے میں اس کی طرف دیکھے جو اس سے کمتر ہو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ دنیاوی معاملات میں اسے دیکھے جو اس سے کم ہے اور پھر اللہ کی حمد کرے، شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ اس پر جس کے ذریعے اللہ نے اسے اس شخص پر فضیلت دی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر لکھ دیتا ہے اور جو شخص اپنے دین میں اس کی طرف دیکھے جو اس سے کم تر ہو اور اپنی دنیا میں اس کی طرف دیکھے جو اس سے بلند ہو پھر اس چیز پر افسوس کرے جو اس سے رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے نہ صابر لکھتا ہے نہ شاکر۔(کتاب الشکر ابن أبی الدنیا صفحہ 60)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اور اس کی طرف مت دیکھو جو تم سے اوپر ہے۔ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے تم اللہ کی نعمت کی تحقیر نہ کرو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں کہ جسے یہ عطا کر دی جائیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر دی گئی۔ شکر گزار دل نمبر ایک۔ ذکر کرنے والی زبان دو۔ ذکر الٰہی کرنے والی زبان ہو۔ آزمائش کے وقت صبر کرنے والا بدن اور ایسی بیوی جو نہ اپنی عزّت وعفت کے معاملے میں اور نہ شوہر کے معاملے میں اس کے ساتھ خیانت کرے۔ اچھی بیوی ہو اور باقی یہ چار چیزیں ہوں تو بھلائی عطا ہوتی ہے۔(کتاب الشکر ابن أبی الدنیا صفحہ 17)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! پرہیز گار بنو تم سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے اور قانع بنو، قناعت کرو تم سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جاؤ گے۔ پس قناعت بھی شکر گزاری کی طرف لے کر جاتی ہے اور لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو تو مومن ہو جاؤ گے اور جو تمہارا پڑوسی ہے اس سے اچھی ہمسائیگی کرو تم مسلم ہو جاؤ گے اور کم ہنسو کیونکہ ہنسنے کی کثرت دل کو مُردہ کر دیتی ہے۔(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع والتقوی حدیث 4217)

یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ جھکنے والا ہونا چاہیے۔ دعاؤں کی طرف توجہ رہنی چاہیے۔ ہر وقت ٹھٹھے مذاق نہیں ہوتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنے والا بنائے۔(آمین)

(خلاصہ از روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7/ جولائی 2026ء)